وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کا فیصلہ

اور

مالیر کوٹلہ کا تنازع

شائع کردہ

انجمن اہلحدیث مالیر کوٹلہ

پیش لفظ

چند ماہ قبل جماعت اہلحدیث مالیرکوٹلہ میں ایک نہایت ہی افسوسناک نزاع پیدا ہوگیا۔ نزاع نے شدید صورت اختیار کرلی اور معاملہ پولیس کچہری تک بھی پہنچا۔ اس نزاع کا فیصلہ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے فرمایا اُسے اخبارات میں شائع کرایا گیا جس سے یہ اب اخبارات کے لئے موضوع بنا ہوا ہے اس صورت سے شدید غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے یہ کتابچہ کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو صحیح صورت حال سے روشناس کرایا جارہا ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ دو ڈھائی سال پہلے مسجد اہلحدیث کی امامت و خطابت کے لئے کئی ماہ کی جدوجہد اور خط و کتابت کے بعد انجمن اہلحدیث مالیرکوٹلہ نے مولانا محمد امین صاحب اثری مبارکپوری کو صرف اس لئے بلایا کہ وہ اہلحدیث ہونے کے علاوہ جماعت اسلامی سے بھی متعلق ہیں اور اُن کی موجودگی سے اہلحدیثوں اور دوسرے مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر زیادہ بہتر اور خوشگوار اثر پڑے گا۔ اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کے شاہد تو مقامی مسلمان ہی ہوسکتے ہیں۔ لیکن افسوس ذاتی اغراض کے لئے مولانا موصوف سے مخالفت کرنے والوں نے اُن کی اس روش کو برا جانا اور جماعت اسلامی سے اُن کے تعلق کو ہی مخالفت کے لئے آڑ بنایا۔ انجمن اہلحدیث کے اُس وقت کے چند خود غرض اراکین نے اُن پر غیر شرعی

تعداد اشاعت ــــــــــــ ۵۰۰

مطبوعہ فاروقی پریس لال کنواں دہلی

طبع اول

دسمبر ۵۴ء

تو پولیس نے مداخلت کی اور فریقین کے افراد کو حراست میں لے کر زیر دفعہ ۱۰۷/۱۵۱ اسب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان پیش کر دیا۔ مجسٹریٹ موصوف نے اپنی نیک نیتی اور امن پسندی سے زیادہ معاملات کو خراب ہونے سے بچایا اور اس معاملہ کو کسی اہلحدیث عالم سے فیصلہ کرانے کی تجویز پیش کی۔ ہماری جانب سے اس تجویز کو قبول کیا گیا اور آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی مجلس شوریٰ یا صدر کے نامزد کردہ عالم کو حکم تسلیم کر لینے کی تجویز ہوئی لیکن مخالفین نے کانفرنس کو ایک غیر نمائندہ گردان کر اس تجویز کو ٹھکرا دیا۔ بالآخر مجسٹریٹ صاحب موصوف نے مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کے نامزد کردہ عالم کو مالیر کوٹلہ بلانے کی تجویز پیش کی جسے فریقین نے منظور کر لیا۔ مولانا آزاد سے خط و کتابت ہوئی۔ انھوں نے امر نزاع دریافت فرمائی اور کسی دوسرے عالم کو نامزد کرنے کی بجائے خود ہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے فریقین کے نمائندوں کو دہلی طلب فرمایا۔

اس نزاع کا فیصلہ کرنے کے لیے جب مولانا آزاد نے خود اپنے آپ کو نامزد فرمایا تو ہم نے اطمینان کا سانس لیا کہ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ "حکم تسلیم کرنے کی شرائط کے بموجب[1] فریقین کے عذرات سماعت کرنے کے بعد وہ اپنا شرعی فیصلہ فرمائیں گے جس کے فریقین پابند ہوں گے" ہم اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتے تھے کہ ہمارا معاملہ فیصلہ کے لئے ایک ایسے شخص کے پاس جا رہا ہے جس کی علمیّت مسلمہ ہے اور جو نہ صرف صاحب تذکرہ اور الہلال والبلاغ کا ایڈیٹر رہ چکا ہے بلکہ مفسر قرآن بھی

---

[1] یہ وہ الفاظ ہیں جو تنا لشان کی طرف سے مولانا آزاد کو حکم تسلیم کرتے وقت لکھے گئے

پابندیاں عائد کرنا چاہیں تو وہ اس طرح پابند ہونے کی بجائے صدر مدرس مدرسہ اہلحدیث کی تنخواہ سے دست بردار ہو گئے۔ اور یہ خدمات بلا معاوضہ انجام دینے لگے (اور اب تک دے رہے ہیں) لیکن جب یہ عذر خالی گیا تو رکن جماعت اسلامی ہونے کے جرم میں اُس وقت کی انجمن نے اُن کو امامت مسجد سے سبکدوش کئے جانے کی قرارداد پاس کی۔ مولانا موصوف از خود الگ ہو گئے لیکن شہر کے اسّی فیصدی اہلحدیث نے اراکین اہلحدیث کے اس فعل کو ناواجب اور ذاتی مخاصمت کا نتیجہ قرار دیا اور جب ذمہ داران انجمن حالات کو بہتر نہ بنا سکے تو انھوں نے اُن پر عدم اعتماد کر کے اُن کی جگہ دوسرے عہدیداران منتخب کئے اور مولانا موصوف سے دوبارہ امامت کے فرائض انجام دینے کی استدعا کی۔

انجمن اہلحدیث میں اس طرح شکست کھانے والے اقتدار پسندوں نے مسجد میں متوازی جماعت قائم کر لی اور اصل جماعت کے بعد پندرہ بیس افراد نے متواتر کئی ماہ تک ایک ہی مسجد میں دوسری جماعت قائم رکھی اس متوازی جماعت کے امام حافظ عبداللہ صاحب تھے۔ متوازی جماعت قائم کرنے کی وجوہات ان کے نزدیک دو تھیں۔ ایک یہ کہ جماعت اسلامی والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے چونکہ اکثریت نے مولوی محمد امین صاحب کو دوبارہ امام مقرر کر لیا۔ اس لئے بطور احتجاج اُن کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ دو ماہ بعد اوائل رمضان میں اُن لوگوں نے اس معاملہ میں اور بھی دیدہ دلیری سے کام لینا چاہا۔ یعنی اصل جماعت کے اختتام سے قبل ہی انھوں نے دوسری جماعت شروع کر کے مزید جھگڑا پیدا کیا جائے اور پھر پولیس کو مداخلت کے لئے طلب کیا جائے چنانچہ جب اُن کی اس روش پر اعتراض کیا گیا

انھوں نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ "مولوی محمد امین صاحب کو اس خدمت سے سبکدوش کردینا چاہئیے اور اُن کی جگہ ایک ایسے اہلحدیث عالم دین کو مقرر کرنا چاہئیے جو اہلحدیث کے مسلک کے مطابق قرآن وسنت کی تعلیم دے، توحید وسنت کی تبلیغ کرے اور وقت کی سیاسی اور مذہبی تحریکوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو اگر فوراً کسی اہلحدیث عالم کا تقرر نہیں ہوسکتا تو سردست مولوی عبداللہ صاحب امامت کی خدمت انجام دیں جب تک کہ کسی زیادہ اہل شخص کی خدمات حاصل ہو جائیں۔"

مولانا آزاد کا یہ فیصلہ موصول ہونے سے قبل ہی مولانا محمد امین صاحب مجلس شوریٰ جماعت اسلامی حلقۂ دہلی کے مشورہ کے بموجب امامت سے دست بردار ہو چکے تھے اور انجمن اُن کی جگہ ایک اور صاحب کو امام مقرر کر چکی تھی۔ لیکن فیصلہ موصول ہوتے ہی انجمن نے اسے تسلیم کر لیا اور فی الفور حافظ عبداللہ صاحب کو امامت کے فرائض انجام دینے کی استدعا کی اور انھیں امام مقرر کیا۔ حالانکہ انجمن کے اکثر اراکین حافظ صاحب کے حنفیوں کو کافر سمجھنے اور کھلم کھلا اس کا اعلان کرنے کے عقائد سے سخت متنفر تھے لیکن اس کا ایک فائدہ ضرور ہوا یعنی حافظ صاحب کی اقتدار میں پندرہ بیس افراد کی چھ سات ماہ سے قائم کی ہوئی متوازی جماعت ختم ہوگئی۔

اپنے اس فیصلہ سے اپنی دانست میں مولانا آزاد نے ہمیشہ کے لئے مسجدوں کو سیاسی یا مذہبی تحریکات کا اکھاڑہ بننے سے روکنے کی کوشش فرمائی ہے لیکن انھوں نے نادانستہ طور پر ایک نہایت ہی افسوسناک بدعت کی بنیاد رکھدی ہے یعنی آئندہ کے لئے مساجد کے اماموں کا تقرر مقتدیوں کی اکثریت کے ہاتھ سے چھین لیا گیا ہے اور ان اماموں کو کتاب و سنت کا تابع ہونے کی بجائے حینۂ اقتدار

~~ہے اور قوم اسے امام الہند کے لقب سے یاد کر چکی ہے ۔~~

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو مولانا آزاد نے فریقین کے نمائندگان کو دہلی طلب فرمایا اور اُن کے بیانات سنے ۔ انھوں نے بعض شکایات کی وضاحت بھی چاہی جو کر دی گئی ۔ ہماری طرف سے جو بیان پیش کیا گیا اُسے بھی اسی کتابچہ میں شائع کیا جا رہا ہے اس بیان میں مختصر طور پر اس نزاع کا پس منظر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ہمارے مخالفین کی طرف سے جو بیان پیش کیا گیا تھا اس کی نقل ہمیں دستیاب نہ ہو سکی ورنہ اسے بھی ساتھ ہی شائع کر دیا جاتا تاکہ ناظرین یہ دیکھ سکتے کہ ذاتی اختلافات کی بنا پر کس طرح مذہب کو آڑ بنایا گیا ہے اور پھر مذہب کے لئے کس حد تک دروغ بیانی کو روا رکھا گیا ہے ۔

اس پیشی کے چند روز بعد مولانا آزاد نے اپنا فیصلہ صادر فرمایا جیسا کہ انھوں نے خود تحریر فرمایا ہے فیصلہ کرتے وقت انھیں ان واقعات کی تحقیق کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی جن کی بنیاد پر درحقیقت مولوی محمد امین صاحب کی مخالفت کی جا رہی تھی انھوں نے یہ معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں فرمائی کہ کیا واقعی مولوی محمد امین صاحب اپنے درس و خطبات میں کبھی کتاب و سنت کے علاوہ کسی اور بات کی تبلیغ کی ہے اور کیا فی الواقع انھوں نے مسجد کے منبر کو جماعت اسلامی کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا ؟ آخر انھوں نے بظاہر جماعت اسلامی کی تردید سے بھی اپنا دامن بچانے کی کوشش فرمائی ہے اور اس مقامی نزاع کو ایک مستقل مسئلہ کی حیثیت دے دی ہے کہ ”کیا اصولاً یہ بات مناسب ہو گی کہ مسجد کی امامت کے منصب کو کسی سیاسی یا مذہبی تحریک کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے“ پھر مخالفین کے جھوٹ پر مبنی بیان کو بنیاد قرار دے کر

ان تتخذوا بین ذالک سبیلا۔

ان لوگوں کی اصطلاح میں جس چیز کو سیاست اور پالٹیکس کہتے ہیں اسلام کے نزدیک عین دین و مذہب ہے۔ اور جہاد فی سبیل اللہ میں داخل کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پس جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مساجد سے بڑھ کر اور کون سی جگہ بہتر ہوسکتی ہے؟"

مساجد میں خطبات کے بارے میں مولانا آزاد کا یہ مسلک صرف قولی حد تک ہی محدود نہیں بلکہ الہلال کے صفحات شاہد ہیں کہ وہ ہمیشہ اس پر عمل بھی کرتے رہے ہیں مارچ ۲۱ء[1] میں جب لاہور میں مارشل لا نافذ تھا تو شاہی مسجد لاہور میں جمعہ کے دن انھوں نے پہلے جمعہ کا خطبہ دیا تو اس کا موضوع بھی وقت ہی کے مسائل تھے۔ پھر نماز کے بعد صحن مسجد میں ترک موالات پر ایسی دل ہلا دینے والی تقریر کی جو ہمیشہ اہل لاہور کو یاد رہے گی۔ اسی تقریر پر لاہور کے سول اینڈ ملٹری گزٹ نے ایک نوٹ تحریر کیا تھا جس کا عنوان "صحن مسجد میں باغیانہ لکچر" تھا۔ اس کے ایک ہفتہ بعد وہ امرتسر آئے اور یہاں بھی جامع مسجد میں انھوں نے خطبہ دیا اور نماز کے بعد مکرر تقریر کی۔ الخ

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

غور طلب امر یہ ہے کہ اب تک تو مولانا آزاد مسجدوں میں سیاسی تقاریر سے روکنے والوں کو کافر اور مشرک کے الفاظ سے یاد فرماتے رہے ہیں لیکن مالیر کوٹلہ کے نزاع کا فیصلہ فرماتے ہوئے اُنھوں نے مسجدوں میں سیاسی یا مذہبی تحریکات

[1] قول فیصل شائع کردہ دبستان لاہور صفحہ ۸

پسندوں کی مرضی کا مطیع ہونا ہوگا ۔ ورنہ اس فیصلہ کی رو سے اُن کو کسی نہ کسی سیاسی یا مذہبی تحریک سے وابستہ ہونے کے جرم میں مسجد سے علیحدہ کرنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو گا ۔

مولانا آزاد کی طرف سے مسجدوں کو سیاسی یا مذہبی تحریکوں سے پاک رکھنے کا یہ فیصلہ موصول ہونے کے بعد اُن کا وہ مضمون جو انھوں نے الہلال میں مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ کے عنوان سے تحریر فرمایا تھا ہماری نگاہ سے گذرا اس مضمون میں انھوں نے اس مسئلہ سے بحث کی ہے کہ " مساجد اسلامیہ صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کے لئے ہی ہیں یا کسی اور کام کے لئے بھی ؟ اور اگر اور کاموں کے لئے بھی ہیں تو باصطلاح عام پولٹیکل مجالس اُن میں منعقد ہوسکتی ہیں یا نہیں ؟ "

اس مقالہ میں ایک جگہ وہ تحریر فرماتے ہیں " جہاد کی حقیقت سے تم پر واضح ہو گیا ہو گا کہ اشرف و اعلیٰ جہاد جہاد لسان و قلم ہے کہ بنیاد جمیع مجاہدات مقدسہ کی یہی ہے اور ظلم و جبر کا استیصال اور حقوق انسانیت و مسلمین کا مطالبہ جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ مسجدوں میں وعظ و خطبات کو روک دو کیونکہ وہ " سیاسی " ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ و الحق کے مانع اور احکام قرآنیہ پر اپنے آرائے شیطانیہ کو ترجیح دیتے ہیں ۔ میں اگر ان کو کفر پرست کہوں تو تم کہو گے کہ یہ تو ایمان و کفر کی بحث ہے ۔ میں اگر ان کو مشرک کہوں تو تم پکار و گے کہ یہ بہت ہی بڑی جسارت ہے ۔ ہاں ! یہ جسارت ہے لیکن جن ظالموں نے اللہ کے آگے جسارت کی ہے کیوں نہ ہم بھی اُن کے لئے جسارت کریں ۔ ؟ وہ نہ مومن ہیں نہ مسلم اُن کا حال یہ ہے جو کہا گیا ہے نؤمن ببعض و نکفر ببعض تریدون ان

جو وہ اس سے قبل الہلال والبلاغ میں تحریر فرما چکے ہیں۔

اس کتابچہ میں ہماری طرف سے پیش کردہ بیان اور مولانا آزاد کے فیصلہ کے علاوہ جید علمائے اہلحدیث کے کچھ فتاوی بھی برائے استفادہ ناظرین شائع کئے جا رہے ہیں۔ یہ فتاوی بھی اس نزاع کے ایک خاص پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ہم آج تک یہی سمجھتے چلے آرہے ہیں کہ اہلحدیث دین میں کسی جدید گروہ بندی (فرقہ) کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خالص دینی تحریک ہے اور مسلک اہلحدیث کی تبلیغ کا مطلب قرآن وسنت کی تبلیغ ہی ہے۔ لیکن مولانا آزاد کے فیصلہ سے ایسا ظاہر نہیں ہوتا سوال یہ ہے کہ ایسی بات کا جو ہمارے مزاج اور طریقے کے مغائر ہے ہم کس طرح اپنے آپ کو پابند کر لیں۔

ہمیں امید ہے کہ علمائے امت بالعموم اور علمائے اہلحدیث بالخصوص اس مسئلہ پر اظہار خیال فرمائیں گے کہ کیا کتاب وسنت پر مبنی سیاست اور دعوت کو مساجد میں پیش نہیں کیا جا سکتا؟ اور کیا مسجد ہماری زندگی کے اہم ترین مسائل سے الگ ہی رہے گی۔؟

(صوفی) احمد علی

صدر انجمن اہلحدیث مالیر کوٹلہ

کی تبلیغ سے روکا ہے۔ مولانا کے سابقہ قول و عمل اور اس فیصلہ میں ہم حد درجہ تضاد کیوں پاتے ہیں؟ گستاخی نہ ہو گی اگر ہم عرض کریں کہ دونوں مقامات پہ اُن سے سہو ہوا ہے۔ اُن کا فیصلہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسجدوں میں صرف ایسی ہی سیاست زیر بحث آنی چاہئے جو کتاب و سنت پر مبنی ہو اور نہ صرف یہ کہ ایسے سیاسی خطبات کو روکنے والے مشترک دکا نہیں بلکہ ایسے خطیب جو اس اہم فریضہ سے پہلو تہی کریں "امر بالمعروف نہی عن المنکر" کو نظر انداز کرنے کے مجرم ہیں" ہمیں یقین ہے کہ موجودہ نزاع میں بھی اگر وہ وزیر تعلیم حکومت ہند کی بجائے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی حیثیت سے فیصلہ فرماتے تو اُن کا فیصلہ اس سے مختلف نہ ہوتا

مولانا آزاد کے اس فیصلہ کے اخبارات میں شائع ہونے پر اور ہمارے مخالفین کی نجی خطوط کے ذریعہ غلط بیانیوں کی وجہ سے کچھ اخبارات اور بعض حلقوں میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ مالیر کوٹلہ کا یہ نزاع جماعت اہلحدیث اور جماعت اسلامی کے درمیان تھا۔ حالانکہ یہ حقائق کے سراسر خلاف ہے۔ یہ جھگڑا اہلحدیث ہی کے دو گروہوں کے درمیان ہے۔ جماعت اسلامی کا تعلق صرف اس قدر ہے کہ مولوی محمد امین صاحب مسلک کے اعتبار سے اہلحدیث ہوتے ہوئے جماعت اسلامی ہند کے رکن ہیں واضح رہے کہ مالیر کوٹلہ میں مولوی محمد امین صاحب جماعت اسلامی کے واحد رکن ہیں اسی طرح بعض دوسرے اخبارات نے جن میں سے لاہور کا قدیم انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس نے اس فیصلہ کے شائع ہونے پر مذہب کی سیاست سے علیحدگی کی بحث چھیڑ دی ہے۔ مولانا آزاد کا حوالہ دینے والے ان اخبارات کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مولانا کے اُن مضامین کا مطالعہ فرمائیں

یہاں تشریف لائے۔ انھوں نے ایک گفتگو میں فرمایا "جیسا کہ کسی گاڑی میں گھوڑا بیل، اونٹ، خچر، حتیٰ کہ گدھا تک جت سکتا ہے لیکن کتا نہیں جت سکتا۔ اسی طرح امامت کے لئے ایک ایسا موحد جو داڑھی منڈا ہو، سنیما دیکھتا ہو، شراب پیتا ہو اور بے عمل بھی ہو جائز ہو سکتا ہے مگر جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہیں ہو سکتی"۔ مولانا عبداللطیف صاحب واپس تشریف لے گئے ہیں اور سنا ہے کہ انھوں نے بعض افراد کے سامنے اس کی معافی بھی مانگ لی ہے۔ لیکن یہاں جماعت میں ایک مستقل افتراق کی صورت پیدا ہو گئی ہے یعنی کچھ افراد دانستہ جماعت کا وقت چھوڑ کر اپنی الگ نماز پڑھتے ہیں اور مولانا محمد امین صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں تصور کرتے اور مولانا صاحب کی امامت میں نماز ختم ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں دراں حالیکہ نمازیوں کی ایک نمایاں اکثریت مولانا صاحب کو دوبارہ امام مقرر کر چکی ہے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھتی ہے۔ آپ کے علم و امتیاز کے پیش نظر دریافت طلب امور یہ ہیں کہ قرآن و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے

(۱) کیا مولانا محمد امین صاحب اثری کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲)۔ کیا ایک جماعت کے ہوتے ہوئے دانستہ دوسری جماعت کرانا درست ہے؟

(۳)۔ کیا مولانا عبداللطیف صاحب کا امامت کے بارے میں ارشاد درست ہے؟

(۴)۔ کیا کوئی شخص ایک ہی وقت میں اہلحدیث اور رکن جماعت اسلامی نہیں ہو سکتا؟

(۵) اگر دو شخصوں میں سے امامت کے لئے انتخاب کرنا ہو تو کیا دونوں میں سے زیادہ عالم باعمل کو منتخب نہیں کرنا چاہیئے؟

(۶) مولانا محمد امین صاحب کو امامت سے علیحدہ کرنے کے لئے جھگڑنے والے کیسے ہیں؟

فتاویٰ

الاستفتاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے یہاں مسجد اہلحدیث میں دو ڈھائی سال سے مولانا محمد امین صاحب اثری مبارکپوری امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اس کے علاوہ آپ درس قرآن اور درس حدیث بھی دیتے ہیں۔ اس عرصہ میں ہم نے کبھی آپ کے کسی قول وفعل سے قرآن وسنت کی مخالفت نہیں دیکھی اور آپ کئی دفعہ علماء کو گواہ بنا کر عہد کر چکے ہیں کہ وہ کبھی بھی قرآن وسنت کے خلاف کسی بات کی تبلیغ نہ کریں گے۔ اور اگر کبھی وہ خدانخواستہ ایسا کر بیٹھیں تو انھوں نے جملہ مسلمانوں سے اُن کی پرزور مخالفت اور اصلاح کی درخواست بھی کی ہے۔ آپ پکے اہلحدیث ہیں اور ہم نے آج تک کوئی فعل کبھی اُن سے حدیث کے خلاف سرزد ہوتے نہیں دیکھا۔ حتی کہ آپ کے سخت سے سخت مخالف بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ مولانا موصوف جماعت اسلامی کے رکن بھی ہیں اور اس جماعت سے اُن کا تعلق کئی سال پیشتر کا ہے۔ وہ جس وقت مالیر کوٹلہ تشریف لائے تھے۔ اس سے پہلے جماعت اسلامی کے رکن تھے۔

~~ابھی چند روز ہی ہوئے ایک مولانا عبداللطیف صاحب ساکن محلہ کشن گنج پل~~

آپ کا رجسٹرڈ مکتوب گرامی ملا جس امر کی بابت آپ نے استفسار فرمایا ہے اُس کی تفصیل پڑھ کر بڑا افسوس ہوا مولوی عبداللطیف صاحب دہلوی کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان حضرت نے جماعت اسلامی کی کوئی ایک کتاب بھی براہ راست مطالعہ کی نہیں ہو گی۔ یا اگر کتاب پڑھی ہو گی تو خالی الذہن انصاف کی رو سے تحقیق کی نیت سے نہیں بلکہ اپنے دماغ میں پہلے ہی سے یہ فیصلہ قائم کر کے پڑھا ہو گا کہ یہ ایک گمراہ شخص کی کتاب ہے۔ تو ایسے حالات میں وہ کسی مضمون کو پڑھ کر حق یا ناحق کا فیصلہ کیا کر سکتے ہیں مجھے حیرت ہے کہ یہ لوگ اِدھر اُدھر کی سنی سنائی باتوں پر یا الٹے سیدھے اقتباسات کو دیکھ کر کس طرح ایسے سخت فتوے دینے کی جرأت کر دیتے ہیں۔

میں نے جماعت اسلامی کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ خاص کر وہ مضامین جن کی بنا پر اس جماعت کو مطعون کیا جاتا ہے لیکن عنداللہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی بات مجھے ان کتابوں میں نہیں ملی جس کی بنا پر میں اس فتوے کو صحیح سمجھوں کہ "جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہیں ہو سکتی"۔

مودودی صاحب کی جن عبارتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے اُن کی حقیقت یہ ہے کہ لمبے لمبے مضامین میں سے آگے پیچھے کا حصہ حذف کر کے بیچ بیچ سے کچھ ٹکڑے اٹھالئے جاتے ہیں اور اُن کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ دیکھو مودودی نے یہ لکھا ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہے۔ ٹھیک وہی طریقہ جو اہل بدعت نے حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عبارتوں کے متعلق اختیار کیا ہے۔ کیا اس طرح قرآن مجید کی آیت لاتقربوا الصلوٰۃ پیش کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن میں تو نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ (معاذ اللہ)

از راہ نوازش جوابات مفصل اور واضح ارسال فرمائیں۔ خدائے کریم آپ کو اس کا اجر دے (آمین)

آپکا صادق محمد کفایت اللہ مالیر کوٹلہ۔

الجواب

از۔ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی شیخ الحدیث مدرسہ ریاض العلوم دہلی و مفتی اخبار محمدی اہلحدیث ورکن مجلس شوریٰ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

ج ۱ جائز ہے وہ مومن موحد متبع سنت، اہلحدیث خیال کے ہیں۔

ج ۲ ناجائز ہے۔ کیونکہ تفریق بین المسلمین ہے جو ضرار کے حکم میں ہے

ج ۳ غلط ہے اس کی ذمہ داری اُن کے اوپر ہے۔ اسلامی جماعت والے مسلمان ہیں

ج ۴ ہو سکتا ہے۔ جماعت اسلامی ہونا اہلحدیث کے منافی نہیں ہے۔ لیکن بعض جزئی مسائل میں اختلاف ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے اسلام اور اہلحدیث ہونے سے خارج نہیں ہو سکتا

ج ۵ عالم متبع سنت ہی کو منتخب کرنا چاہیئے۔

ج ۶ اس کی ذمہ داری فساد کرنے والوں پر ہے الحب للہ والبغض للہ واللہ یعلم ما فی الصدور

(دستخط حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی و مہر دارالافتاء مدرسہ ریاض العلوم مچھلی والان دہلی)

از۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی مدرس اعلیٰ مدرسہ جامعہ رحمانیہ بنارس ورکن مجلس شوریٰ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

مکرمی جناب ہیڈ ماسٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عقیدہ کی خرابی کے متعلق سوائے تعصب اور بے بنیاد بدگمانیوں کے اور کوئی حقیقت نہ ہو۔ اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مولوی محمد امین صاحب اثری کی امامت بالکل جائز ہے اور جو لوگ اُن کی امامت کو ناجائز کہہ رہے ہیں وہ جماعت اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کا گناہ اپنے ذمہ لے رہے ہیں۔

(دستخط مولانا نذیر احمد صاحب املوی)

از:۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری شیخ الحدیث دار الحدیث رحمانیہ دہلی
نگران اصول رسالہ محدث دہلی، رکن مجلس شوریٰ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

صحت اقتداء سے مانع کفری عقیدہ اور عمل ہے۔ فسق و بے عملی صحت اقتدا سے مانع نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ فاسق اور بے عمل کو قصداً امامت نہیں سپرد کرنی چاہیئے مگر نماز تو بہر حال اس کے پیچھے جائز و درست ہے۔ مولانا محمد امین صاحب اثری، رحمانی، مبارکپوری کسی کفری عقیدہ اور عمل کے مرتکب نہیں فی الحال جہاں تک مجھ کو معلوم ہے اُن کی یہی حالت اور کیفیت ہے۔ آئندہ کا حال علام الغیوب ہی کو معلوم ہے۔ پس ان کی اقتدا بلاشبہ جائز اور درست ہے۔

جماعت اسلامی کے نصب العین اور دستور میں مجھ کو کوئی کفر و فسق یا بدعت و ضلالت کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ رہ گئے حدیث سے متعلق مودودی صاحب کے بعض مضامین جو حنفیہ کے موافق اور علمائے اہلحدیث کی تحقیق کے خلاف ہیں۔ اسی طرح ان کے بعض اجتہادی مسائل نہ فتاویٰ جو مسلک اہلحدیث کے خلاف ہیں تو یہ سب مودودی صاحب کے ذاتی خیالات ہیں جن کا ماننا ارکان

میں مولوی محمد امین صاحب اثری کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ایک موحد، متبع سنت، عالم باعمل اور صالح نوجوان ہیں۔ محض جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے کی بنا پر اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرنا سراسر جہالت، شرارت اور فتنہ انگیزی ہے۔ جماعت اسلامی کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے اُن کے موحد ہونے میں شبہ کیا جائے۔ ہاں مودودی صاحب کے چند ذاتی خیالات اور فروعی مسائل میں اُن کی ذاتی تحقیقات کچھ ایسی ضرور ہیں جن سے علمی طور پر ہمیں اختلاف ہے لیکن اولاً تو وہ پوری جماعت کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ جماعت اسلامی میں داخل ہونے کے لئے ان باتوں کا ماننا ضروری قرار دیا گیا ہے، اور اگر بالفرض لیا ہے بھی تو وہ باتیں ایسی نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے اس جماعت کو گمراہ یا کافر قرار دیا جائے یا اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا جائے۔ بخاری شریف میں یہ واقعہ موجود ہے کہ "جب خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے اُن کے گھر میں محصور کر دیا اور مسجد نبوی پر قبضہ کر کے باغیوں کا ہی امام نماز پڑھانے لگا تو لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں تامل کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا۔ انھوں نے فرمایا کہ نماز پڑھنا ایک اچھا کام ہے اس لئے اس میں اُن کا ساتھ دو اور جب وہ لوگ کوئی برا کام کریں تو تم لوگ اس کام سے دور رہو۔"

سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو قتل کر دینے کا منصوبہ تک رکھنے والے لوگوں کے پیچھے جب نماز کی اجازت ہو اور ان سے الگ رہ کر امت میں افتراق ڈالنے سے روکا گیا ہو تو بھلا ایک ایسے مسلمان موحد کی امامت کو کیسے ناجائز کہا جا سکتا ہے جس کا کوئی بھی عمل قرآن و سنت کے خلاف نظر نہ آتا ہو اور جس کے

ہ ہوتے ہوئے غیر حافظ جاہل کو امام نہیں بنانا چاہئے ارشاد ہے
قال النبی ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً كَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ
۶) یہ لوگ سخت غلط راستہ پر ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت دے اور جماعت
میں فتراق انتشار پیدا کرنے سے اُن کو باز رکھے۔ واللہ اعلم
دستخط حضرت مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا مولوی محمد احمد صاحب ناظم مدرسہ فیض عام مئو ضلع اعظم گڈھ

---

۱) جائز ہے۔
۲) درست نہیں
۳) ہرگز نہیں
۴) ہو سکتا ہے
۵) جو زیادہ عالم ہو اس کو امام بنانا چاہئے
۶) غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ پہونچا چونکہ سوال اور خط مخلوط تھا اس لئے مختصر جواب پر اکتفا کیا گیا جماعت
اسلامی میں مختلف الخیال لوگ ہیں جو لوگ قرآن وحدیث کو واجب العمل سمجھتے ہیں وہ اہلحدیث
ہیں اور جو اقوال ائمہ کو واجب الاتباع جانتے ہیں وہ جماعت اسلامی میں رہتے ہوئے بھی
حنفی وشافعی ہیں والعلم عند اللہ دستخط مولانا محمد احمد صاحب ناظم مدرسہ فیض عام مئو ضلع اعظم گڈھ

وابستگان جماعت کے لئے ضروری نہیں کیونکہ یہ مضامین و مسائل جماعت اسلامی کا دستور و نصب العین نہیں ہیں۔ کوئی جاہل رکن یا ہمدرد اگر مودودی صاحب کے ہر اجتہادی مسئلہ کو اور اُن کی ہر تحقیق کو حق اور اس کے خلاف کو غلط سمجھتا ہے تو اس کی کورانہ تقلید ہے جس سے خود مودودی صاحب نے رد کا ہے مولانا محمد امین اثری صاحب عالم شخص ہیں۔ معاملہ بالکل آسان ہے۔ ان سے اُن مضامین کے متعلق استفسار کر کے معلوم کر لیا جا سکتا ہے۔ بہر حال جماعت اسلامی سے وابستگی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مودودی صاحب کی ہر تحقیق اور فتوے کو واجب التسلیم و العمل سمجھا جائے۔ پس ایسے اہلحدیث عالم کے پیچھے جو جماعت اسلامی سے وابستہ ہو نماز جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں جو حضرات نماز ناجائز بتلاتے ہیں اُن پہ کفر کا فتویٰ لگا کر بڑی ذمہ داری لیتے ہیں

(۲) صورت مذکورہ میں ایسا کرنا ہرگز درست نہیں اذکعوا مع الراکعین کی صریح مخالفت ہے۔

(۳) مولانا عبداللطیف صاحب کا یہ ارشاد قطعاً غلط ہے وہ اپنے مبلغ علم کے اعتبار سے ایسا فتویٰ دینے میں معذور ہیں۔

(۴) موجودہ حالت میں ایک اہلحدیث جماعت اسلامی کا رکن بن سکتا ہے ہاں اگر اہلحدیث اپنے اصلی نصب العین اور موقف پر آجائیں اور جماعتی تنظیم اختیار کر لیں تو اُن کے کسی فرد کو جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

(۵) ایسی حالت میں عالم باعمل ہی کو امامت کے لئے منتخب کرنا چاہیئے۔ عالم

عنایت نامہ موصول ہوا۔ پڑھ کر بہت تشویش ہوئی اور سچ تو یہ ہے مجھے روحی اذیت پہنچی۔ مولوی محمد امین صاحب سے میں واقف ہوں اچھے شائستہ عالم ہیں۔ اگر وہ جماعت اسلامی سے اپنی کوئی نسبت رکھتے ہیں تو اس نسبت سے ہرگز ہرگز کوئی ایسی بات نہیں پیدا ہونی چاہئے کہ ان کے پیچھے نماز ہی نہ ہو۔ اس لئے مولانا محمد امین صاحب کی اس نسبت کی وجہ سے جو جھگڑا آپ کے یہاں ہوا ہے وہ قطعاً اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر اعلیٰ مولانا مودودی سے ہمیں گو اختلاف ہے مگر اس کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ ہم اُن کو مسلم برادری سے خارج کر دیں۔ مولانا محمد امین کے پیچھے نماز پڑھنا قطعاً جائز ہے اور اُن کی جماعت کی وجہ سے دوسری جماعت کرانا اسلامی تعلیم کے سخت منافی ہے۔ امامت کے لئے عالم باعمل ہی کو منتخب کرنا چاہیئے۔ اختلاف کرنے والوں کو نہایت نرمی اور اصولی اسلامی کے ساتھ سمجھانے بجھانے کی ضرورت ہے۔ اہلحدیث بھائی ہرگز جماعت میں اختلاف پیدا نہ کریں اور پھر جب مسلمانوں کی بھی خاصی اکثریت اُن کو اپنا امام مقرر کر چکی ہے تو نماز اُن کے پیچھے پڑھ لینی چاہئے مولوی عبداللطیف صاحب سے عنقریب میں ملوں گا۔ وہ بہت مخلص آدمی ہیں نہ معلوم اُن سے جوش میں کیا نکل گیا۔

اصول کے طور پر یاد رکھئے تفریق بین الجماعۃ والمسلمین ہرگز ہرگز اسلام میں جائز نہیں۔ جماعت میں نیز مولوی محمد امین صاحب کو بھی سلام۔ عرض کر دیجئے گا

(دستخط مولانا عبدالشکور صاحب شکراوی نائب ایڈیٹر)

اخبار اہلحدیث دہلی

———•———•———

از:۔ حضرت مولانا تقریظ احمد صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث دہلی و رکن مجلس شوریٰ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

مکرمی سلام مسنون!

آپ کا مضمون از اول تا آخر پڑھا جواباً عرض ہے کہ

(۱) مولانا محمد امین صاحب اثری کے پیچھے بلاریب و شک نماز درست و صحیح ہے الا ان تروا کفراً بواحاً عندکم من اللہ فیہ برھان (دالحدیث)

(۲) ایک جماعت کی موجودگی میں دوسری جماعت درست نہیں یہ روش چار مصلے والوں کی ہے۔

(۳) مولوی عبداللطیف صاحب کا فتویٰ غلط در غلط ہے

(۴) بیشک ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کی اہلحدیثیت میں کسی قسم کی اور لغزش نہ ہو وہ اس کی ایک کمزوری ہے۔

(۵) عالم باعمل ہی کا انتخاب صحیح و درست ہے۔ نہ کہ عالم بے عمل یا جاہل کا

(۶) فساد و جھگڑے کی بنیاد چونکہ صحیح و حق نہیں ہے۔ اس لئے جھگڑنے والے عندالشرع مجرم ہیں کیونکہ اس سے جماعت میں تفرق و تشتت لازم آتا ہے جو روح اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(دستخط مولانا تقریظ احمد صاحب و مہر اخبار اہلحدیث دہلی)

از:۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب شکراوی نائب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث دہلی و رکن مجلس شوریٰ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

عزیز گرامی ماسٹر محمد کفایت اللہ صاحب — وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

L608 ~~2276~~

از: سردار اہلحدیث استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب آروی
صدر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس دہلی

محترمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بڑا افسوس ہے کہ آرہ میں میری طویل غیر حاضری کی وجہ سے جواب میں کافی تاخیر ہوئی۔ یہ ٹھیک ہے کہ مولانا مودودی بانی جماعت اسلامی کے بعض دینی رجحانات مسلک اہلحدیث کے مطابق نہیں ہیں۔ لیکن ہندوستان کی موجودہ جماعت اسلامی کی تشکیل جن بنیادوں پر ہے۔ اُن میں بظاہر مولانا مودودی کے خصوصی رجحانات کو جو مسلک اہلحدیث کے خلاف ہیں دخل نہیں ہے جیسا جماعت اسلامی کے مطبوعہ "لائحۂ عمل" سے معلوم ہوتا ہے۔

اس مختصر تشریح کے بعد جواباً گذارش ہے کہ مولانا محمد امین صاحب اثری مبارکپوری سلمہٗ کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ایک ذی علم صالح نوجوان ہیں اور مسلک کے اعتبار سے پختہ اہلحدیث ہیں۔ اگر انھوں نے کسی وجہ سے جماعت اسلامی کی رکنیت قبول کی تو محض اس لئے اُن کی امامت سے انکار صحیح نہیں ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے مولانا عبداللطیف صاحب موصوف کا افتاء غالباً اس لئے ہے کہ انھوں نے جماعت اسلامی اور مولانا مودودی صاحب کے غیر سلفی رجحانات میں فرق سمجھنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔

میں سمجھتا ہوں کہ جناب کے جملہ سوالات کے جوابات سطور مذکورہ میں آگئے۔ والسلام

دستخط حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب
صدر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس۔

از:۔ حضرت مولانا مولوی عبد الجلیل صاحب رحمانی ایڈیٹر رسالہ مصباح "
ششہنیا رکن مجلس شوری آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

(۱) شرع میں ان امور کا صراحۃً واجمالاً ذکر ہے جن امور کی موجودگی میں کسی امام کے پیچھے نماز درست نہیں۔ مولانا محمد امین صاحب وامثالہم جو جماعت اسلامی کے رکن ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز درست ہے۔ جماعت اسلامی دینی جماعت ہے اُس کی تکفیر و تفسیق صحیح نہیں۔ اس کی رکنیت نہ کفر ہے نہ فسق
(۲) ایک جماعت کے ہوتے ہوئے نہ دوسری جماعت درست ہے نہ پہلی جماعت کے اختتام میں بیٹھنا جائز ہے۔
(۳) مولوی صاحب کا فتویٰ عدم علم اور عصبیت جاہلیہ اور عدم ورع کی نشانی ہے۔
(۴) اہلحدیث کسی فرقہ کا نام نہیں ہے، نہ جماعتی گروہ بندیوں کی طرح کا کوئی گروہ ہے۔ کتاب و سنت کا عامل رکن جماعت اسلامی ہو سکتا ہے
(۵) عالم با عمل کی امامت صرف عالم وقاری سے بہتر ہے۔
(۶) تفریق بین المسلمین گناہ کبیرہ ہے۔ کسی امام کے نصب و عزل میں تقویٰ و دیانت ضروری ہے۔ فساد کرنے والے مرتکب کبیرہ ہوتے ہیں۔

دستخط مولانا عبد الجلیل صاحب رحمانی
۹ر اپریل ۵۴ء

میں اپنی جان عزیز کو قربان کیا تھا؟ اگر نہیں تو ان کو کیا حق ہے کہ اپنے کو ان کا جانشین کہنے کا؟ اور مولانا ابو اللیث ان کے جانشین نہیں ہیں؟ آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ اس وقت اہل وطن کے اسیر محفل سلام کی دعوت دوسروں تک پہنچانے کے مولانا عبد اللطیف ہیں؟ ... یا وہ لوگ جو اپنے حجرۂ عافیت میں بیٹھے کے دانے گن رہے ہیں یا مولانا ابو الاعلیٰ اور مولانا ابو اللیث جو اپنوں اور عزیزوں کے ہاتھوں قید و بند کی زندگی گذار رہے ہیں - افسوس!

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر ✶ اپنی آزادی بھی دیکھ اُن کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ ✶ بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

ہمارے رسول عربی کا تو فرمان ہے صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ مگر ہمارے مولانا عبد اللطیف صاحب فرمائیں کہ ایک مخلص داعی حق کے پیچھے نماز نا جائز ہے - تمام علمائے اہلحدیث کا فتویٰ ہے کہ دیوبندی مقلد جامد کے پیچھے نماز درست ہے اور ہمارے مولانا عبد اللطیف صاحب فرمائیں کہ خالص محمدی اور کٹر اہلحدیث کے پیچھے نماز نا درست! اور فرد جرم یہ عائد کرتے ہیں کہ وہ جماعت اسلامی سے منسلک ہیں حالانکہ جماعت اسلامی کے دستور میں تقلید جامد کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں - اُن کے معتبر اور چوٹی کے ارکان نے بارہا احتجاج کیا ہے کہ جن کا کہنا ہے کہ فقہ کو پھر سے ترتیب دیا جائے -

ان سطور سے یہ ہرگز نہ سمجھ لیا جائے کہ میں جماعت اسلامی کا رکن یا ہمدرد یا اس سے متاثر ہوں - بلکہ میں اس کو ابھی تک اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ جمعیۃ اہلحدیث کے افراد اپنی جماعت سے الگ ہو کر جماعت اسلامی سے منسلک ہو جائیں اور جو منسلک ہو گئے ہیں میں اپنی ملاقاتوں اور گفتگو میں اُن کو کہتا رہتا ہوں چنانچہ اُن کو بھی اس کا اقرار ہے

۱۸۱- اکابرین مدرسہ سلفیہ دربھنگہ و مدیر اخبار الہدی دربھنگہ۔
جناب کا استفتاء آیا چونکہ یہاں درس و تدریس کے بعد افتاء کے فرائض انجام دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی آپ کے استفتاء کو پڑھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اس وقت بھی بعض مولوی ایسے موجود ہیں جو فرقہ پرستی کے جنون میں مبتلا ہیں۔ میں جماعت اسلامی کے دستور اور اس کے اکثر لٹریچر کو جانتا ہوں اور ذاتی طور پر مولانا امین صاحب اور مولانا عبداللطیف صاحب ملتانی سے بھی واقفیت رکھتا ہوں، جہانتک جماعت اسلامی کے دستور اور نصب العین کا تعلق ہے کسی مسلمان کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ اس وقت جماعت اسلامی اسلام کے پیغام کو اور دعوت کو احسن وجوہ دنیا میں پہنچا رہی ہے ہم تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ تعاون و اشتراک کریں۔ مولانا عبداللطیف صاحب کا یہ اختلاف محض اس بناء پر ہے کہ انھوں نے جماعت اسلامی کے رسائل کو بغور نہیں پڑھا ہے۔ انھوں نے صدر بازار کی مسجد کلاں کے اندر بیس سال تک مسئلہ ریش پر تقریریں کیں مگر ایک شخص کو بھی ڈاڑھی نہ رکھوا سکے۔ مگر جماعت اسلامی نے مولانا سید احمد اور مولانا اسمٰعیل شہید کے نقش قدم پر عمل کر چند سال میں اسلام کو اپنوں اور غیروں تک پورے ہند میں پہنچا دیا۔ آج جہاں اسلام کو جڑ و بیخ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اہل باطل پوری قوت صرف کرتے ہیں وہاں کے محاذ پر مولانا عبداللطیف صاحب کی آواز نہ نکل سکی اور مولانا ابواللیث صاحب شمشیر برہنہ ہو کر نکل پڑے۔ کیا مولانا عبداللطیف اس کو نہیں دیکھتے کہ تحریک اہلحدیث کے بانی مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کے لئے سرزمین بالاکوٹ

۱۸۔ حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ناظم جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان گوجرانوالہ

محترم ماسٹر صاحب زاد مجدکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج بخیر!
مکتوب گرامی ملا ، مولانا اثری سے مجھے ذاتی طور پر تعارف نہیں ہے ، نہ ہی مولانا عبداللطیف صاحب سے کوئی ذاتی تعلق ہے ۔ اسی طرح ہندوستان کی جماعت اسلامی کے سیاسی و دینی موقف کا بھی تفصیلاً علم نہیں ہے اس لئے حتماً کچھ کہنا مشکل ہے ۔ یہاں کی جماعت اسلامی کا موقف کسی حد تک معلوم ہے ۔ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مسلکاً عقیدۃً حنفی ہیں مگر تنگ ظرف نہیں ہیں مشرب کے لحاظ سے ارباب دیوبند سے اُن میں کسی قدر وسعت ہے ۔ اُن کی سیاسی تنقیدات کو میں تو پسند کرتا ہوں ان کی تحریک میرے ناقص علم میں قطعاً لادینی نہیں پاکستان میں خاکسار تحریک ، لیگ کی تحریکات لادینی تحریکات ہیں ۔ ہم مولانا مودودی کے ممنون ہیں کہ انھوں نے یورپ زدہ نوجوانوں کو اسلام سے متعارف کرایا ہے ۔ حدیث کے متعلق اُن کی معلومات تحقیق پر مبنی نہیں اصول حدیث کے متعلق ان کے نظریات کسی عمیق مطالعہ کا نتیجہ نہیں ، فقہ اسلامی کے متعلق اُن کا نظریہ وہ ہے جو مولانا شبلی مرحوم کا تھا ، ائمۂ حدیث فقہ راوی کو اس قدر اہمیت نہیں دیتے فقہ راوی کے متعلق سیرۃ النعمان مولانا شبلی اور حسن البیان مولانا رحیم آبادی میں دونوں مسائل کی کسی قدر تفصیل معلوم ہو سکتی ہے ویسے بھی مولانا مودودی کا مطالعہ حدیث کے متعلق تسکین بخش نہیں اس معاملہ میں اُن کی معلومات جو کچھ ہیں وہ احناف کے اسکول فکر سے ماخوذ ہیں ۔ اس کا اثر فروع پر جو پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے اس لئے یہ تو میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک اہلحدیث اس تحریک سے کیا حاصل کر سکتا ہے ۔ میں بھی یہاں

کہ جماعت اہلحدیث اگر فعال اور متحرک ہو جائے تو ہم لوگ اپنی جماعت میں آ کر کام کریں گے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ فتویٰ بازی اور افترا پردازی میں ہمارے علماء آگے آگے ہیں ۔ اور کام کے وقت سب سے پیچھے ہیں ۔ جس کام کو جماعت اسلامی انجام دے رہی ہے اگر اس کام کو ہمارے علماء انجام دینے لگ جائیں تو جماعت اسلامی کے افراد ہماری جماعت میں آ کر ہم سے تعاون کریں گے ۔ باقی رہے وہ مسائل جن میں ہم اور مولانا مودودی مختلف ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں ۔ ہم آخر تک ان سے اختلاف کر سکتے ہیں اور اپنے دلائل سے اُن کو منوانے کی کوشش کریں گے ۔ ان مسائل میں ہم ہی ان سے مختلف نہیں ہیں بلکہ مولانا ابواللیث اور اُن کے دیگر رفقاء بھی ان سے مختلف ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ صحابہ کرام میں بہت سے مسائل میں اختلاف تھا مگر کسی نے کسی کو کافر نہیں کہا اور نہ کسی نے یہ فتویٰ دیا کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز درست نہیں ہو سکتی ہے خود علمائے اہلحدیث بہت سے مسائل میں مختلف رائے رکھتے ہیں مگر کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز ناجائز ہو گی ۔ میرے خیال میں اب آپ کی سمجھ میں تمام باتیں آ گئی ہوں گی اور مذکورہ بالا تحریر سے آپ کے سوال کی شقوق کا مفصل جواب بھی ہو گیا

دستخط کاتب :- مولانا محمد ظہور صاحب رحمانی مدرس دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے

الجواب صحیح دستخط مولانا محمد ادریس صاحب آزاد رحمانی ایڈیٹر اخبار الہدیٰ دربھنگہ

الجواب صحیح دستخط مولانا عبدالرحمٰن صاحب سلفی رجوردی مدرس دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے

الجواب صحیح دستخط مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ احمدیہ سلفیہ ۔

اور نہ ہی ان کے مخالفین کو اتنا غلو کرنا چاہیئے۔ ضرورت ہے کہ آپ حضرات دوسری جماعتوں کی ریزہ چینی کی بجائے اپنی جماعت کے نظم کو درست کریں جب کام کرنا ہے تو اپنا کام کیوں نہ کیا جائے اپنا کام دوسروں کو کیوں دیا جائے ہمارے ہاں جو لوگ جماعت اسلامی میں ان پر سنت کی محبت کے اثرات بتدریج کم ہو رہے ہیں جماعتی تعاون ہونا چاہیئے۔ انفرادی تعاون خطرات سے خالی نہیں، فساد ہر حال میں برا ہے والسلام۔ (دستخط مولانا محمد اسمٰعیل صاحب گوجرانوالہ پاکستان)

از حضرت مولانا مولوی محمد یوسف صاحب کلکتہ والے صدر جمعیۃ اہلحدیث کراچی (پاکستان)

(۱) اس سوال کو پڑھ کر سخت صدمہ ہوا کہ ایسے روشنی کے زمانہ میں بھی جہالت کا دور دورہ ہے۔ مولانا عبداللطیف نامی شخص نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تعصب کی بنا پر یہ کلمات نکالے گئے ہیں ذی علم حضرات ایسے شخص کے پیچھے ممکن ہے کہ نماز کی قطعاً اجازت نہ دیں نہ کہ مولانا محمد امین اثری کے پیچھے۔ بلا کھٹکے نماز صحیح ہے، رکن جماعت اسلامی کا ہونا کوئی جرم نہیں لہذا رکن جماعت اسلامی کے پیچھے نماز بالکل درست ہے۔

(۲) بلکہ اب سوال یہ پیدا ہونا چاہیئے کہ مولانا عبداللطیف صاحب جنہوں نے ایسے مکروہ الفاظ استعمال کئے ہیں اُن کے پیچھے نماز کیا ہو سکتی ہے؟

(۳) دوسری جماعت کے نہ ہونے کا کیا سوال بلکہ جماعت اول میں ہی حکم ہے کہ شامل ہو جاؤ نہ یہ کہ انتظاری ختم کی جائے۔

(۴) رکن جماعت اسلامی ہو سکتا ہے کوئی شرعی مانع ہے؟

یہاں جماعت اسلامی سے وابستہ نہیں مگر نماز باقتدار کے متعلق مجھے کوئی شبہ نہیں۔ وہ لوگ مسلمان ہیں اقتدار کیوں جائز نہیں؟ مولانا کی تقریر اور اُن کے مسائل ہیں خود سیاسی نظریہ میں غلطیاں ہو سکتی ہیں اور ہیں مگر میری دانست میں وہ ایسی نہیں ہیں جن سے اقتدار یا جواز نماز میں کوئی خطرہ ہو۔ میں تو جیل میں ان حضرات کی اقتدار میں نماز بلا تنکیر پڑھتا رہا ہوں۔ اب اقتدار کے عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی مولانا عبداللطیف صاحب کی رائے غلو پہ مبنی معلوم ہوتی ہے۔

یہاں کی جماعت اسلامی کی روش میں کچھ کبر و نخوت سی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ہم لوگ ان میں ممزوج نہیں، نہ اُن کے ممبر ہیں، نہ ہمدرد لیکن بوقت ضرورت تعاون ضرور کرتے ہیں۔ تحریک ختم نبوت میں مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کی روش غلط تھی۔ جس پہ وہ ابتک مصر ہیں ہم لوگ اسے غلط سمجھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اُن کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اقتدار کو جائز سمجھتے ہیں۔

(۲) اس لئے جو عمداً مولانا اثری کی اقتدار سے تخلف کرتے ہیں وہ اچھا نہیں
(۳) مولانا عبداللطیف صاحب کی رائے غلو پہ مبنی معلوم ہوتی ہے۔
(۴) اہلحدیث کے لئے جماعت اسلامی کی رکنیت بے سود ہے۔ اہلحدیث کے مقاصد اس سے کہیں بلند ہیں کہ جن کی دعوت مولانا مودودی دیتے ہیں۔ اپنی جماعت کو منظم کر کے اس کے ساتھ کام کرنا چاہئے مشترکہ امور میں بوقت ضرورت جماعت میں تعاون کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
(۵) انتخاب امام کے وقت کوئی اور وجہ مانع نہ ہو تو اعلم کو ترجیح دینی چاہئے۔
(۶) ایسے معاملات میں نہ تو مولانا امین صاحب کو فساد کا انتظار کرنا چاہئے

تو اسے ہر ممکن طریق سے دور کر کے جماعتی اور اپنے مسلک کی روح پیدا کرنی چاہیئے
واللہ اعلم (دستخط حضرت مولانا رضاء اللہ صاحب ثنائی رحمانی سرگودھا پاکستان)

از: حضرت مولانا عبد المجید صاحب سوہدروی مدیر اخبار اہلحدیث سوہدرہ (پاکستان)

(۱) اگر مولانا (محمد امین افری) صاحب عقیدۃً اور عملاً اہلحدیث ہیں تو اُن کے پیچھے نماز جائز ہے محض جماعت کی رکنیت فاسد نماز نہیں ہو سکتی۔ مولانا مودودی کے عقائد، بیان کردہ مسائل سے کسی کو اختلاف ہو تو ہو سکتا ہے کہ اسے اسلام کے منافی قرار دیا جائے۔

(۲) ایک جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت جائز نہیں۔

(۳) یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے

(۴) ایک اہلحدیث کو جب کہ وہ صحیح معنوں میں اہلحدیث ہے تو اسے کسی دوسری جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں رہتی اور اگر وہ سیاسی نقطۂ نگاہ سے کسی جماعت میں شامل ہوتا ہے تو اہلحدیث سے خارج نہیں ہو جاتا۔

(۵) امامت کا اہل وہی ہے جو صاحب علم و عمل ہو۔

(۶) جھگڑا کرنے والے لوگ غلطی پر ہیں انھیں اپنی غلطی سے رجوع کر لینا چاہیئے۔

منقول از جریدہ اہلحدیث سوہدرہ (پاکستان)

از مولانا محمد داؤد صاحب رازؔ خطیب مسجد اہلحدیث مومن پورہ بمبئی ۱۱

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج شریف! ملفوف ملا، یاد

(۵) ہاں! دونوں علم وفضل میں برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو اس کو امام بنا لیا جائے
(۶) وہ سخت غلطی پر ہیں بلکہ افتراق پیدا کرنے والے ہیں خدا ایسے اہلحدیث غالیوں کو ہدایت کرے۔ واللہ اعلم

دستخط حضرت مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیۃ اہلحدیث کراچی (پاکستان)

از: حضرت مولانا مولوی ملک ابوالفضل عبدالحنان صاحب صدر موتمر اہلحدیث پاکستان (کراچی) وایڈیٹر اخبار "الارشاد"

مولانا اثری کی اقتدا میں قطعاً نماز درست ہے اور جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ مبنی بر غلو ہے۔ اہل علم کے نزدیک قابل توجہ نہیں ہے۔ فقط والسلام

دستخط حضرت مولانا ابوالفضل عبدالحنان صاحب صدر موتمر اہلحدیث کراچی

از حضرت مولانا رضاء اللہ صاحب ثنائی رحمانی جانشین و نبیرہ سردار اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مرحوم و مغفور و مدیر اخبار اہلحدیث امرتسر

صورت مرقومہ میں بحکم خداوندی "تعاونوا علی البر" کے ماتحت کسی دوسری جماعت کے ساتھ متفقہ اور مشترکہ تعاون کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس حکم پر عمل کرنے والا شخص اگر عالم باعمل ہو تو اس کو امام مقرر کرنا اور اس کی اقتدار کرنی جائز ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں "باب امامۃ المفتون والمبتدع" لا کر تشنہ دلید حضرات کے لئے صحیح راستہ سامنے رکھ دیا ہے۔ ہاں البتہ اپنی جماعت کو چھوڑ کر کسی دوسری جماعت میں شامل ہونے سے گریز کرنا چاہیئے۔ اگر اپنی جماعت کے افراد میں عملی لحاظ سے کوتاہی پیدا ہو رہی ہے

بیان

محترمی امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد صاحب مدظلہٗ

جماعت اہلحدیث مالیر کوٹلہ میں جو اختلافات چند ماہ سے رونما ہو رہے ہیں اُن کے فیصلہ کے لئے فریقین نے جناب کو حکم تسلیم کیا ہے۔ ان میں سے ایک فریق نے خاکسار کو اپنی نمائندگی کے لئے مقرر کیا ہے لہٰذا مناسب خیال کرتا ہوں کہ مختصر طور پر اس نزاع کا پس منظر پیش کردوں تا کہ جناب پر صحیح صورت حال روشن ہو جائے اور آپ کے فیصلہ کرنے میں سہولت ہو

(۱) **انجمن اہلحدیث کا قیام** ۔ آج سے تقریباً ۲۲ سال پیشتر مالیر کوٹلہ میں انجمن اہلحدیث کا قیام عمل میں آیا۔ انجمن کے قیام کا مقصد تبلیغ قرآن و سنت اور بچوں کی تعلیم کا انتظام تھا۔ چنانچہ انجمن نے اہلحدیث مڈل سکول جاری کیا اس کے لئے جائیداد پیدا کی۔ مدرسہ کے علاوہ مسجد اہلحدیث کی نگرانی بھی انجمن کے فرائض میں شامل تھی۔ ان امور کے علاوہ انجمن ہر سال ایک جلسہ عام منعقد کیا کرتی تھی جس میں مسلک اہلحدیث کی تبلیغ و اشاعت کی جاتی تھی

(۲) **اہلحدیثوں اور احناف کی کشمکش** ۔ انہی دنوں احناف کی جانب سے انجمن ہدایت الاسلام قائم کی گئی جس نے اسلامیہ مڈل سکول جاری کیا اور انجمن اہلحدیث کی طرح یہ انجمن بھی ہر سال جلسہ میلاد النبی منعقد کیا کرتی تھی۔ انجمن اہلحدیث اور انجمن ہدایت الاسلام کے جلسوں میں عموماً ایک دوسرے پر اعتراضات کئے جاتے تھے اور ایک دوسرے کا مذاق

فرمائی کا شکریہ! جوابات تحریر ہیں - ان میں عنداللہ جو چیز غلط ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا ہے -

(۱) نماز بفحوائے صلوا خلف کل بر و فاجر ہر کلمہ گو مسلمان کے پیچھے جائز ہے -

(۲) کسی خاص شخصیت کے بارے میں فریقین کا بیان ہونا ضروری ہے احجلوا ائمتکم خیا دکم کا فیصلہ واجب العمل ہے

(۳) ایک جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت کرنا غلط طریقہ ہے

(۴) مولانا عبداللطیف صاحب کا بیان سنے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا -

(۵) جماعت اسلامی کے بانی حضرت مولانا مودودی صاحب حدیث نبوی اور سنت و بدعت وغیرہ اصولیات میں جو کچھ خیالات رکھتے ہیں وہ اہلحدیث کے نظریات سے پوری مطابقت نہیں کرتے اس لئے جو شخص حضرت مولانا مودودی صاحب کا معتقد ہے اور ان کے اس قسم کے خیالات کی تائید و تصدیق کرتا ہے اس کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہلانا صحیح نہیں -

(۵) امامت کے لئے عالم باعمل ہی کا انتخاب ہونا چاہیئے

(۶) جھگڑا فساد بہر حال ناپسندیدہ ہے

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

دستخط مولانا محمد داؤد صاحب راز

۲۰ رجب ۱۳۸۳ھ

تھی۔ مولانا موصوف کی اس روش کو دونوں طبقوں نے پسند کیا۔ البتہ اہلحدیثوں میں دو تین حضرات ایسے موجود رہے جو مولانا موصوف سے اس امر میں اختلاف رکھتے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ہماری مسجد میں جب تک حنفیوں کے خلاف نہ کہا جاتا رہے مسلک اہلحدیث کی تبلیغ نہیں ہوتی لیکن ان دو تین حضرات کی کوئی وقعت نہ تھی اور دیگر جملہ حضرات مطمئن تھے

مولانا عبدالغفار حسن صاحب کا تشریف لے جانا اور نئے خطیب کی ضرورت

مولانا عبدالغفار حسن صاحب کو اپنی اہلیہ کی بیماری کے سلسلے میں چھ سات سال بعد ۱۹۴۸ء میں پاکستان جانا پڑا اور وہ وہاں سے واپس نہ آسکے چنانچہ مسجد میں خطیب اور امام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ دو تین سال تک مختلف انتظامات کئے گئے لیکن تسلی بخش مستقل انتظام نہ ہوسکا بالآخر ۱۹۵۱ء میں اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا گیا۔ انہی دنوں معلوم ہوا کہ مولانا محمد امین صاحب اثری جو دارالحدیث رحمانیہ کے فاضل ہیں۔ ابھی ہندوستان ہی میں ہیں آپ اس سے قبل پنجاب میں بھی رہ چکے تھے اور دو ایک دفعہ مالیر کوٹلہ بھی تشریف لائے تھے چنانچہ انجمن اہلحدیث کی مجلس عاملہ میں اُن کو بلانے کی تجویز ہوئی۔ مولانا صاحب کو بلانے کے لئے اُن دو تین حضرات کی طرف سے ہی جو حنفی اہلحدیث کے سلسلہ میں مولانا عبدالغفار حسن صاحب کی کوششوں کو ناپسند کرتے تھے مخالفت کی گئی اور یہ کہا گیا کہ چونکہ مولانا محمد امین صاحب جماعت اسلامی کے رکن ہیں اس لئے انہیں نہ بلایا جائے لیکن انجمن کے دیگر سب ارکین نے اس مخالفت کو ٹھکرا دیا اور یہاں تک کہا کہ ہمیں ایسے خطیب ہی کی ضرورت ہے جو مولانا عبدالغفار حسن صاحب کے نقش قدم پر چلے اور حنفی اہلحدیثوں میں صلح جوئی کی پالیسی اختیار کرے۔ مولانا عبدالغفار حسن صاحب بھی چونکہ جماعت اسلامی کے رکن تھے اس لئے اب بھی ایک ایسے اہلحدیث عالم ہی کا انتخاب ہونا چاہئے جو جماعت اسلامی سے متعلق ہو

اڑایا جاتا تھا۔ چنانچہ عام طور پر ان جلسوں کے بعد شہر کے اہلحدیث اور احناف میں عامی نفرت پائی جایا کرتی تھی جو ہوتے ہوتے ایک مستقل کشمکش میں تبدیل ہوگئی۔ اسلامیہ سکول اور اہلحدیث اسکول ایک دوسرے کے سخت مخالف تھے اور اُن کی معمولی معمولی باتوں پر جنگ ہوتی تھی۔ ان حالات میں اہلحدیث اور حنفی ایک دوسرے سے دور ہوتے گئے اور اہلحدیثوں کے لئے شہر کی دو ایک مساجد چھوڑ کر باقی مساجد میں آمین رفع الیدین سے نماز پڑھنا مشکل ہو گیا حتیٰ کہ دو ایک مواقع پر مار پیٹ تک نوبت پہنچی اسی طرح حنفی حضرات اہلحدیثوں کی مساجد میں نماز پڑھنا درست نہ سمجھتے تھے مسلمانوں میں اس طرح کا افتراق ایک حق پسند کے لئے کس قدر تکلیف دہ ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا جناب کے لئے چنداں مشکل نہیں ہے

(۳) **مالیر کوٹلہ میں مولانا عبدالغفار حسن صاحب کی آمد**۔ خوش قسمتی سے ۱۹۴۲ء میں مولانا عبدالغفار حسن صاحب رحمانی عمر پوری مقامی اسٹیٹ اسکول میں مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے۔ انجمن اہلحدیث کے اصرار پر آپ نے مسجد اہلحدیث کی امامت و خطابت قبول فرمائی اور درس قرآن و حدیث کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ مولانا موصوف کی روش یہ تھی کہ آپ نزاعات میں نہ الجھتے تھے بلکہ ہمیشہ قرآن و سنت کی روشنی میں دین کی بنیادی باتوں کی تبلیغ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ بحمداللہ آپ کی کوششوں سے حنفی، اہلحدیث کی برسوں پرانی کشمکش ختم ہوگئی اور دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب ہوگئے حتیٰ کہ مسجد اہلحدیث میں نماز جمعہ کے لئے حنفی حضرات کی تعداد اہلحدیثوں سے زیادہ ہونے لگی اور وہ بلا جھجک درس قرآن و حدیث میں بھی شامل ہونے لگے۔ اہلحدیث حضرات بھی اب بلا روک ٹوک شہر کی ہر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور اُن کے آمین رفع الیدین پر کوئی ناراضگی نہ کی جاتی

دوسرے اس جلسہ کے بعد بابو صاحب نے محسوس کیا کہ اب اُن کی عزت مولوی صاحب کے ہوتے دل میں نہ رہ سکے گی چنانچہ وہ اسی وقت سے ہی مولوی صاحب کو علیحدہ کرنے کی تدابیر کرنے لگے

۶۔ **انجمن اہلحدیث کا انتخاب**۔ بابو محمد شفیع صاحب نے انجمن میں اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کے لئے پہلے ایسے اراکین کو انجمن سے نکل جانے پر مجبور کیا جو کبھی اُن کی روش پر تنقید کر سکتے تھے۔ اس کے بعد عام اہلحدیثوں کو اطلاع دئیے بغیر انجمن اہلحدیث کی مجلس عاملہ کا نیا انتخاب کیا اس عاملہ میں انھوں نے اکثر ایسے اراکین کو شامل کیا جو صرف اُن کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے۔ ساتھ ہی انھوں نے دوبارہ صدر بننے کے لئے کافی دوڑ دھوپ بھی کی۔ یہ سب انتظامات دراصل مولوی محمد امین صاحب کو مسجد سے نکالنے کے لئے کئے جا رہے تھے۔

۷۔ **بابو محمد شفیع صاحب کے قریبی اعزہ کا نکاح** تھوڑے ہی دنوں بعد ایک اور واقعہ پیش آیا یعنی بابو محمد شفیع صاحب کے قریبی عزیزوں میں ایک نکاح کے بارے میں اختلاف ہو گیا بعد مولوی محمد امین صاحب نے فریقین کو سمجھانے کی کوشش کی اور ایک فریق کو بابو محمد شفیع صاحب کے سسر کے بھائی عنایت اللہ صاحب، کے حق مہر معاف کرا دینے کو کہا لیکن ناکامی ہوئی۔ ہر فریق علانیہ اپنے آپ کو سچا کہتا تھا۔ اس پر مولوی صاحب نے اس نکاح پڑھانے سے احتراز کیا بابو محمد شفیع صاحب نے بھی مولوی صاحب سے نکاح پڑھانے کے لئے اصرار کیا لیکن انھوں نے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ میں اس جھگڑے میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اس لئے آپ کسی دوسرے شخص سے نکاح پڑھوا لیجئے اس پر بابو صاحب کے وقار کو سخت صدمہ پہنچا اور انھوں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے گلہ ہے کہ مولوی صاحب خود میرے کہنے پر بھی نہیں آئے چنانچہ اس نکاح کے فوراً بعد ہی بابو محمد شفیع صاحب کے حامیوں نے کھلم کھلا کہا کہ اب مولوی صاحب کو چاہئے کہ خود ہی بوریا بستر گول کر لیں۔

تاکہ ہمارے ہاں حنفی اہلحدیثوں کے تعلقات پھر سے خراب نہ ہونے پائیں بالآخر مولانا محمد امین صاحب نوری سے جو ان دنوں صوبہ بہار میں تھے خط وکتابت شروع کی گئی۔ چھ سات ماہ کی مسلسل کوشش اور خط وکتابت سے آخرکار مولانا موصوف مارچ ۵۲ء میں مالیرکوٹلہ تشریف لائے اور اسی روپیہ ماہوار کے مشاہرہ پر مسجد اہلحدیث کے صدر مدرس مقرر کردیے گئے۔ آپ کو امامت، خطابت اور درس قرآن و حدیث کے فرائض بھی سپرد کئے گئے۔ درس و تدریس کا یہ سلسلہ بطریق احسن انجام پاتا رہا اور اراکین انجمن اور دیگر اہلحدیث حضرات بے حد مطمئن تھے ڈیڑھ دو سال کے قیام میں سب نے آپ کو ایک عالم باعمل پایا۔ اور آپ کے کسی قول و فعل سے قرآن و سنت کی مخالفت نہ پائی حتیٰ کہ آج مولانا موصوف کا نام لے کر مخالفت کرنے والے بھی آپ سے بے حد خوش تھے اور عقیدت رکھتے تھے۔

(۵) مئی ۵۳ء میں مسجد اہلحدیث میں اسلامیہ اسکول کا جلسہ

گذشتہ سال مئی ۵۳ء میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک دن اسلامیہ ہائی اسکول مالیرکوٹلہ کی جانب سے شہر کی مساجد میں جلسوں کے سلسلہ میں ایک جلسہ مسجد اہلحدیث میں بھی منعقد ہوا۔ یہ جلسے انجمن جمعیۃ المسلمین مالیرکوٹلہ سے مسلمانوں کے ۳۵ ہزار روپیہ کا حساب پیش کرنے اور اس کی بقایا رقم اسلامیہ اسکول کے نام منتقل کرنے کے سلسلہ میں تھے۔ بابو محمد شفیع صاحب (مخالف گروپ کے لیڈر) جمعیۃ المسلمین کے سکریٹری اور خزانچی تھے۔ اور اس کثیر رقم کے غبن کا اصل الزام ان پر تھا۔ علاوہ ازیں بابو صاحب موصوف انجمن اہلحدیث کے صدر بھی تھے۔ بابو صاحب نے مسجد اہلحدیث میں اس جلسہ کے انعقاد سے اپنے وقار کو خطرہ محسوس کیا۔ اور انھوں نے اور ان کے بڑے بھائی نے اس جلسہ میں گڑبڑ بھی کی۔ اس جلسہ کے بعد ہی سے بابو صاحب مولوی محمد امین صاحب کے مخالف ہو گئے اُن کا کہنا تھا کہ مولوی صاحب اگر چاہتے تو اس جلسہ کو روک سکتے تھے

۱۰۔ عام اہلحدیثوں کی ناراضگی۔ اس دوران ۱۲ر فروری ۱۹۵۴ء کے فیصلہ کو عام اہلحدیثوں نے ذاتی رنجش اور تعصب کا نتیجہ سمجھا اور تمام اہلحدیثوں نے جمع ہو کر اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور انجمن اہلحدیث کی مجلس عاملہ کو ۸۲ اہلحدیثوں کے دستخطوں سے ایک یادداشت پیش کی جس میں اس فیصلہ کو واپس لینے کے لئے کہا گیا کیونکہ وہ اسے قرآن و سنت کے مطابق نہ پاتے تھے اور ساتھ ہی مطالبہ کیا کہ انجمن کا جمہوری طریق سے انتخاب کیا جائے جن اہلحدیثوں نے اس یادداشت پر دستخط نہیں کئے اُن کی تعداد بیس[۲] پچیس سے زائد نہ ہوگی۔

۱۱۔ انجمن کا فیصلہ واپس لینا۔[۱] انجمن کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۱۹ر فروری ۱۹۵۴ء بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا جس میں انجمن نے اپنا فیصلہ اس لئے واپس لیا کہ نوجوانوں کے جذبات کا احترام لازمی تھا۔ فیصلہ واپس لینے کے بعد انجمن کی مجلس عاملہ کا ایک وفد مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اُن کو دوبارہ مسجد میں واپس لائے۔ مولوی صاحب نے ارکین

---

[۱] نقل خط از سکریٹری انجمن اہلحدیث مالیرکوٹلہ۔

مالیرکوٹلہ ۲۱-۲-۵۴ باسمہ تعالیٰ۔ $\frac{9}{54}$

مکرمی جناب سکریٹری صاحب مجلس عمل مالیرکوٹلہ۔

سلام مسنون۔ آپ کا مکتوب اور یادداشت موصولہ ۱۶ر فروری ۱۹۵۴ء مجلس عاملہ انجمن اہلحدیث کے خصوصی اجلاس منعقدہ ۱۹ر فروری ۱۹۵۴ء میں جو کہ یادداشت مذکورہ پر غور کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا پیش کی گئی چنانچہ عاملہ نے غور کرنے کے بعد مولانا محمد امین صاحب اثری کے متعلق مورخہ ۱۲ر فروری کو کیا گیا۔ اپنا فیصلہ واپس لینا منظور کر لیا ہے جہانتک انجمن اہلحدیث کے گذشتہ انتخاب کا تعلق ہے وہ مجلس عاملہ انجمن کی رائے میں اس کی سابقہ روایات اور عمل کے لحاظ سے بالکل درست اور جائز ہے۔ فقط والسلام۔ آپ کا عبدالواحد سکریٹری انجمن اہلحدیث مالیرکوٹلہ۔

(۸) مولوی محمد امین صاحب کو نکالنے کی تدابیر۔ بابو محمد شفیع صاحب نے دسمبر ۵۳ء میں انجمن اہلحدیث کی مجلس عاملہ سے ریزولیشن پاس کرایا کہ مولوی صاحب کو جو تنخواہ دی جارہی ہے وہ اُن کے امامت، خطابت، درس، نکاح، اور جنازہ کے فرائض کی انجام دہی کا معاوضہ ہے صدر مدرس کے کام کی حیثیت ثانوی ہے اُن کا خیال تھا کہ چونکہ مولوی صاحب عبادت کے ان کاموں کی تنخواہ لینا جائز تصور نہیں کرتے اس لئے مجبوراً وہ ان امور سے دستبردار ہو جائیں گے اور اس طرح بابو صاحب کے وقار کو لگا ہوا دھبہ بھی مٹ سکے گا۔ اس قرارداد کے پاس ہونے پر مولوی صاحب نے انجمن کے ذمہ داروں کو بلا کر حقیقت حال دریافت فرمائی اور اسی روز یعنی ۸ دسمبر ۵۳ء سے وہ انجمن کی ہر قسم کی تنخواہ سے دستبردار ہوگئے حتیٰ کہ اس وقت سے آپ صدر مدرس کے فرائض بھی آنریری طور پر انجام دے رہے ہیں۔

(۹) ۱۲ فروری ۵۴ء کا ریزولیوشن جب بابو صاحب اور اُن کے ساتھیوں کی یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوسکی تو انجمن اہلحدیث کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۲ فروری ۵۴ء میں انھوں نے مولوی صاحب کو جماعت اسلامی کا رکن ہونے کے جرم میں سبکدوش کئے جانے کا ریزولیوشن پاس کیا۔ لیکن عام اہلحدیثوں کی ناراضگی کے ڈر سے اس ریزولیوشن کی اطلاع ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کو نہ دی گئی ۱۹ فروری ۵۴ء کو جمعہ کے خطبہ میں امامت و خطابت کے بارے میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ گو مجھے انجمن کے فیصلہ کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی لیکن خارجی طور سے مجھے اپنی علیحدگی کے فیصلہ کا علم ہو چکا ہے اس لئے اب میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں خواہ مخواہ اس پر چمٹا رہوں چنانچہ جمعہ کی نماز کے بعد ہی سے میں از خود امامت و خطابت سے دستبردار ہوتا ہوں۔

ان کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ حسب فیصلہ جملہ حاضرین اجلاس مولوی صاحب کے مکان پر گئے اور اُن کے سامنے اپنا یہ عہد دہرایا اس پر مولوی صاحب نے خدا کو گواہ بنا کر اپنا یہی عہد کیا اور کہا کہ اگر خدانخواستہ میں قرآن وسنت سے ہٹوں اور آپ علم رکھتے ہوئے مجھے آگاہ نہ کریں گے تو اپنی اس کوتاہی کے لئے آپ کو قیامت کے دن خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہوگا چنانچہ اسی روز مغرب کی نماز تمام حاضرین اجلاس نے مولوی محمد امین صاحب کی اقتدار میں پڑھی اور آپ کو اس طرح دوبارہ امام وخطیب مقرر کیا۔

۱۴۔ **مخالفین کی متوازی جماعت** ۔ مولوی محمد امین صاحب کے امام وخطیب مقرر ہونے کے بعد اسی روز سے بابو محمد شفیع صاحب اور ان کے چند تربیں ساتھیوں نے اسی مسجد میں اصل جماعت کے بعد دوسری جماعت شروع کر دی اور اس متوازی جماعت کو وہ اب تک قائم کئے ہوئے ہیں۔

جناب والا!

مندرجہ بالا الفاظ میں مختصر طور پر ہم نے جماعت اہلحدیث مالیر کوٹلہ کے نزاع کا پس منظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے اور ہمارے مخالفین نے اس کو کس کس رنگ میں پیش کیا ہے اس کے لئے وہ اور ہم سب خدا کے حضور جواب دہ ہونگے معاملات اصل وہ نہیں ہیں جو مخالفین کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے عام اہلحدیث بابو محمد شفیع صاحب کی بد دیانتیوں کی وجہ سے ان سے بیزار رہتے اور وہ ان کو موقعہ دے رہے تھے کہ کسی نہ کسی طرح وہ اپنی روش کی اصلاح کر لیں لیکن افسوس انھوں نے ان مواقع سے فائدہ نہ اُٹھایا۔

مولوی محمد امین صاحب. اگری سے عوام کو عقیدت ہے انھوں نے دو ڈھائی سال کے عرصہ

وفد سے چند امور کی وضاحت چاہی لیکن ارکان وفد اس کی وضاحت نہ کر سکے اور معاملہ دوبارہ واپس آنے پر ٹال دیا گیا۔ یہ وفد دوبارہ مولوی صاحب کے پاس نہیں گیا اور انھیں واپس لانے کی اور کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ انجمن کی اس روش کو جملہ اہلحدیث حضرات نے برا منایا اور انھوں نے اپنے سابقہ مطالبات کو مزید شدت سے پیش کیا۔ اس کے بعد ۲ر یا ۱۴ر مارچ ۵۴ء کو انجمن اہلحدیث کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں کافی بحث کے بعد ارکان انجمن نے ازخود مولوی صاحب کا تقرر ۸۰ روپے ماہوار کی بجائے ۵۵ روپے ماہوار پر کر دیا لیکن مولوی صاحب کو اس امر کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی اور نہ ہی انھیں مسجد میں واپس لایا گیا۔

۱۲۔ **عہدیداران انجمن پر عدم اعتماد**۔ اسی دوران اہلحدیث برادری کے ایک بہت بڑے اجتماع میں انجمن کے عہدیداران کے رویّہ کی سخت مذمّت کی گئی اور ان کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پاس کر کے انھیں معطل کر دیا گیا۔ اور نئے انتخاب اور رکن سازی کے لیے ۲۰ر مارچ ۵۴ء کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔ مالیر کوٹلہ کے جملہ اہلحدیثوں کو انجمن کا رکن بننے کی دعوت دی گئی اس کے بعد ایک بہت بڑی اکثریت نے سابقہ عہدیداران کو معزول کر کے سال رواں کے لیے نئے عہدیداران منتخب کر لیے۔ نئے عہدیداران نے انجمن کے جملہ امور یعنی مدرسہ اہلحدیث کا انتظام مسجد کی دیکھ بھال اور جائداد انجمن وغیرہ کا انتظام سنبھالا اور اب تک بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

۱۳۔ **مولوی صاحب کو واپس لانا**۔ ۲۰ر مارچ ۵۴ء کے اجلاس مجلس عامہ انجمن اہلحدیث میں مولوی محمد امین صاحب کو بلا معاوضہ مسجد کی امامت و خطابت محض اس شرط پر پیش کی گئی کہ وہ قرآن و سنت کی پابندی اور تبلیغ کریں گے اور اس نیک کام میں اراکین انجمن برابر

سے جماعت اسلامی کے رکن کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں اور کیا احتجاج کی خاطر اُن کی دوسری جماعت کو حدیث کی رو سے سند جواز مل سکتی ہے ؟

ہم نے اپنے اطمینان کے لئے جیّد اہلحدیث علماء سے فتاویٰ بھی حاصل کئے ہیں جنھوں نے تصدیق کی کہ مولوی محمد امین صاحب ایک صالح باعمل اور پختہ اہلحدیث ہیں اور اُن کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنے کے بہانہ متوازی جماعت قائم کرنے والے تفریق بین المسلمین اور تفریق بین الجماعت کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔

مولوی محمد امین صاحب کا انتخاب انجمن اہلحدیث کی مجلس عامہ نے کیا ہے ۔ یہ انجمن مقامی اہلحدیثوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پر مشتمل ہے اور اس کے کئی افراد ۳۲ سال پیشتر انجمن کی تاسیس کے وقت سے ہی اس کے رکن چلے آ رہے ہیں ۔ امامت کے انتخاب یا انجمن کے دیگر امور کی انجام دہی کا حق اُن سے چھیننا اور صرف چند غرض پسند لوگوں کے ہاتھ دینا جمہوری تقاضوں کے منافی ہے ۔ لہٰذا اگر مندرجہ حالات میں دوسری متوازی جماعت ناجائز ہو تو اس ناجائز بات کو روکا جائے اور عوام کو انجمن کے دستور العمل کے مطابق کثرت رائے سے فیصلہ کرنے کا حق تسلیم کیا جائے ۔

۲۲ر اگست ۵۴ء

(حلفاً اعلان کیا جاتا ہے کہ اس بیان کے جملہ واقعات درست ہیں ۔)

پیش کنندہ

محمد کفایت اللہ

نمائندہ انجمن اہلحدیث مالیر کوٹلہ ۔

میں انھیں ہر طرح سے پابند شریعت اور قرآن وسنت کا عامل پایا ہے ۔ وہ طمع سے دور ایک بے غرض حق گو اور صلح جو عالم ہیں ۔ عوام اسی لئے انھیں پسند کرتے ہیں اور اُن کی بلا وجہ تذلیل سے انھیں رنج ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اب مالیرکوٹلہ کے اہلحدیث حضرات کی ایک بہت بڑی اکثریت اُن کو اپنا امام بنائے ہوئے ہے ۔ اُن کی امامت اُن کی ذات کی وجہ سے ہے، اُن کی رکنیت جماعت جماعت اسلامی کی وجہ سے نہیں اُن کے مقتدیوں کی اکثریت ایسی ہے جنھیں جماعت اسلامی سے واقفیت تک نہیں، یہ لوگ اہلحدیث ہیں اور اُن کا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ امامت کا انتخاب مقتدیوں کے ہاتھ میں ہونا چاہئیے اور امامت کے لیے ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جو ہم میں سب سے زیادہ عالم باعمل ہو۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح یہ لوگ منشائے نبوی کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر کبھی کسی وقت مولوی صاحب مالیرکوٹلہ سے تشریف لے جائیں تو ہمارا مطالبہ ہرگز نہیں ہے کہ مسجد اہلحدیث کا امام جماعت اسلامی سے متعلق ہی ہونا چاہئیے بلکہ صرف یہ ہے کہ اس منصب پر کسی متقی اہلحدیث عالم ہی کا تقرر ہو

ہمارے مخالفین نے اپنی اغراض کی خاطر معاملات کو توڑا مروڑا ہے ۔ جب اُن کے وقار کو صدمہ پہنچا اور عوام اُن سے بیزار ہو گئے ۔ انجمن اُن کی دستبرد سے نکل گئی اور نئے عہدہ داران منتخب ہو گئے تو انھوں نے خواہ مخواہ جماعت اسلامی کی بحث چھیڑ دی۔ در اصل یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک عالم کی بے عزتی سے اُن کی عزت ہو جائے ۔ چنانچہ ایک جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری متوازی جماعت صرف اس لئے کرائی جاتی ہے کہ مولوی صاحب کی بے عزتی ہو اور بہانہ یہ کیا جاتا ہے کہ جماعت اسلامی کے افراد کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی یا ہم بطور احتجاج ایسا کر رہے ہیں ۔ یہی لوگ دس بارہ سال

رہیں یا انھیں سبکدوش کر دیا جائے ؟

مالیر کوٹلہ میں جماعت اہلحدیث کی ایک مسجد ہے جس کا انتظام انجمن اہلحدیث کی نگرانی میں ہے۔ مسجد کی امامت و خطابت کے لئے انجمن نے یہ طے کیا تھا کہ اس منصب پر ایک ایسے اہلحدیث عالم کو مقرر کرنا چاہئے جو قرآن و حدیث کا درس دے سکے اور توحید و سنت کا مبلغ ہو۔ دو سال ہوئے مولوی محمد امین صاحب مالیر کوٹلہ آئے اور اس منصب پر مقرر کئے گئے۔ مولوی صاحب ممدوح جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے اس منصب کو جماعت اسلامی کے افکار و عقائد کی تبلیغ کا ذریعہ بنا لیا اور یہ صورت حال بتدریج یہاں تک بڑھی کہ ان کے وعظ و ہدایت اور عملی جد و جہد کا تمام تر مرکز جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ ہوگئی جماعت اسلامی کا مرکز قائم گیا اور بیت المال بھی کھول دیا گیا۔

اس صورت حال کی وجہ سے جماعت اہلحدیث میں اختلاف رونما ہوا۔ ایک گروہ نے اسے پسند نہیں کیا کہ مسجد کی امامت جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ کا آلۂ کار بنادی جائے اُن کی رائے یہ ہوئی کہ امام مسجد کو صرف مسلک اہلحدیث کے افکار و عقائد کا مبلغ ہونا چاہئے وہ چاہتا ہے کہ مولوی محمد امین صاحب اس خدمت سے سبکدوش کر دئے جائیں۔ دوسرا گروہ مولوی صاحب کا حامی ہے اس کا اصرار ہے کہ مولوی صاحب ممدوح ہی امام رہیں۔

بالآخر یہ تفرقہ یہاں تک بڑھا کہ بعد میں دو جماعتیں ہوگئیں ایک جماعت مولوی محمد امین صاحب کے پیچھے نماز پڑھتی ہے۔ دوسری ایک دوسرے مولوی عبداللہ صاحب کے پیچھے۔ گذشتہ رمضان میں ایک نیا جھگڑا پیدا ہو گیا یعنی یہ کہ مسجد میں

فیصلہ حضرت مولانا آزاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جماعت اہلحدیث مالیر کوٹلہ میں کچھ عرصہ سے ایک سخت نزاع پیدا ہو گیا ہے نزاع نے اس قدر طول کھینچا کہ پولیس کو حفظ امن کے لئے مداخلت کرنی پڑی اور بالآخر اصلاح حال اور رفع نزاع کے لئے معاملہ تین ثالثوں کے سپرد کیا گیا جو حضرت ثالث مقرر ہوئے ہیں انھوں نے معاملہ کی تفصیلات سے مجھے مطلع کیا اور لکھا کہ جماعت کے دونوں فریق چاہتے ہیں کہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا جائے آپ جو فیصلہ کر دیں گے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کی جائے گی میں نے انھیں لکھا کہ دونوں فریق اپنا ایک ایک معتمد نمائندہ دہلی بھیجدیں تا کہ دونوں فریقوں کا نقطۂ خیال مجھے معلوم ہو جائے ۔ اس کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچوں گا لکھ کر بھیجدونگا ۔ چند دنوں کے بعد ثالثوں نے مجھے اطلاع دی کہ دونوں فریقوں نے اپنی اپنی انجمنوں کا باقاعدہ جلسہ کرکے دو نمائندے چن لئے ہیں ایک فریق نے بابو محمد شفیع صاحب کو چنا ہے اور دوسرے نے ماسٹر کفایت اللہ صاحب کو ۔ ۲۲ اگست کو یہ دونوں صاحب دہلی آئے اور مجھ سے ملے ۔ دونوں صاحب اپنا تحریری بیان لائے تھے جو میں نے لے لیا انھوں نے تفصیل کے ساتھ زبانی تقریریں کیں جو میں نے سن لیں ۔ معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں قلم بند کر کے بھیجے دیتا ہوں

نزاع جس معاملے میں ہوا وہ یہ ہے کہ مسجد اہلحدیث کا امام اور خطیب کیسا ہونا چاہیئے اور موجودہ امام مولوی محمد امین صاحب مبارکپوری اس منصب پر قائم

ملک میں جو سیاسی اور مذہبی تحریکیں چل رہی ہیں لوگوں کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اس میں دلچسپی لیں۔ لیکن مسجد کی امامت و خطابت کو اس کا آلۂ کار بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔ مسجد کا منبر صرف کتاب و سنت کی تبلیغ و تلقین کے لئے ہے اسے دوسری تحریکوں کے دعایۃ (پروپیگنڈا) کا پلیٹ فارم نہیں بنانا چاہئے اگر ایسا کیا گیا تو یہ جماعت کے لئے ایک خطرناک قدم ہوگا۔

بابو محمد شفیع صاحب نے اپنے بیان میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ جماعت اسلامی کے بعض افکار و آراء قابل اعتراض ہیں اور علماء نے ان کا رد کیا ہے میں اس معاملہ میں جانا ضروری نہیں سمجھتا۔ میرے سامنے معاملہ صرف اس شکل میں آیا ہے کہ کیا اصولاً یہ بات مناسب ہو گی کہ مسجد کی امامت کے منصب کو کسی سیاسی یا مذہبی تحریک کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے؟ اگر ایسا کرنا اصولاً درست نہیں ہے تو اس بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جس تحریک کا سر دست سوال پیدا ہوا ہے وہ کیسی ہے؟ اور اس کے افکار و آراء کیا ہیں؟ جیسے کچھ بھی ہوں لیکن امامت کے منصب کو اُن کا ذریعۂ تبلیغ نہیں بنانا چاہئے۔

ماسٹر کفایت اللہ صاحب نے اپنے بیان میں اس بات پر زور دیا ہے کہ بابو محمد شفیع صاحب کی مخالفت محض جماعت اسلامی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ بعض شخصی وجوہ کی بنا پر ہے اور اس سلسلہ میں انھوں نے بعض واقعات بیان کئے ہیں۔ میں نے مسد ان واقعات کی تحقیقات کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ سوال افراد کی مخالفت اور عدم مخالفت کا نہیں بلکہ اصل مسئلہ کا ہے۔ فرض کر لیا جائے کہ محمد شفیع صاحب کسی ذاتی مخالفت کی بنا پر موجودہ امام صاحب کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اصل

پہلی جماعت کس فریق کی ہو؟ اس پر عذر بات اس قدر تیز ہو گئے کہ تصادم اور نقض امن کا اندیشہ پیدا ہو گیا اور پولیس کو مداخلت کرنی پڑی پولیس نے فریقین کے ۲۵ افراد کو دفعہ ۱۰۷/۱۵۱ گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا۔ عدالت نے ابتدائی پیشی کے بعد کارروائی ملتوی کر دی اور ثالث مقرر ہوئے تاکہ اصلاح حال کی کوشش کی جائے۔

جو فریق موجودہ امام صاحب کا مخالف ہے اس کی جانب سے محمد شفیع صاحب آئے تھے جو فریق اُن کا حامی ہے اس کی جانب سے ماسٹر کفایت اللہ صاحب آئے تھے۔

اس نزاع نے ایک اصولی سوال پیدا کر دیا ہے جس کا ہمیں فیصلہ کرنا چاہئے سوال یہ ہے کہ مسجد اہلحدیث کی امامت و خطابت کے منصب کو کسی دوسری مذہبی یا سیاسی تحریک کی دعوت و تبلیغ کا ذریعہ بنانا مناسب ہے یا نہیں اور جماعت اہلحدیث کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسا کرنا درست ہو گا یا نہیں؟

معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہونچا ہوں وہ یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں ہو گا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر اس بات کا دروازہ فوراً نہ بند کر دیا گیا تو یہ بات جماعت اہلحدیث کے لئے آئندہ طرح طرح کی مشکلات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ آج جماعت اسلامی کا سوال پیدا ہوا ہے۔ کل کو کوئی دوسرے امام صاحب آئیں گے اور مسجد کے منبر کو کسی دوسری سیاسی یا مذہبی تحریک کی دعوت و تبلیغ کا پلیٹ فارم بنا دیں گے نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسجد کی امامت وقت کی سیاسی یا مذہبی تحریکوں کا ایک بازیچہ بن کر رہ جائیگی اور جماعت اہلحدیث اپنے موقف اور اصول کو محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔

سوال بدستور اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ مسجد کی امامت کو وقت کی تحریکات کا ذریعۂ تبلیغ بنانا چاہئے یا نہیں۔

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مولوی محمد امین صاحب کو اس خدمت سے سبکدوش کر دینا چاہئے اور اُن کی جگہ ایک ایسے اہلحدیث عالم دین کو مقرر کرنا چاہئے جو اہلحدیث کے مسلک کے مطابق قرآن و سنت کی تعلیم و تلقین اور سنت کی تبلیغ کرے اور وقت کی سیاسی اور مذہبی تحریکوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔ اگر فوراً کسی ایسے صاحب کا تقرر نہیں ہو سکتا تو سردست مولوی عبد اللہ صاحب امامت کی خدمت انجام دیں جب تک کہ کسی زیادہ اہل شخص کی خدمات حاصل ہو جائیں۔

آخر میں میں دونوں فریقوں سے درخواست کروں گا کہ جو کچھ ہو چکا ہے اب اسے یک قلم فراموش کر دیں اور بحکم انما المومنون اخوۃ باہم گر بغلگیر ہو کر از سرِ نو رشتۂ اخوت و محبت تازہ و استوار کریں۔

ابوالکلام احمد آزاد — ۴ کنگ ایڈورڈ روڈ
نئی دہلی

۱۹۵۱ء